بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

# 069: باب 32 (حصہ دوم)- صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔

[آیت (الانفال:64)، (الاطلاق:3)، (آل عمران:173)]

لکتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃاللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں توکل کے متعلق ہم بات کر رہے تھے اور شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا صحیح طریقہ بیان کیا ہے اور پچھلے درس میں صرف دو آیتوں پر ہم بات کر چکے ہیں اور یہ بھی بیان کیا تھا کہ توکل کا معنی کیا ہے، توکل کی کتنی قسمیں ہیں، توکل اور تواکل میں کیا فرق ہے اور اُخذ بالاسباب یہ وہ ضابطہ ہے توکل کا جو توکل کو شرعی بنا دیتا ہے، بغیر اسباب شرعیہ کے توکل توکل نہیں رہتا وہ محض ایک دعویٰ رہ جاتا ہے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں "وقول الله تعالىٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الانفال:64) (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو اور آپ کی اتباع کرنے والوں کو اہل ایمان میں سے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو کہ اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر مشکل آسان کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر مصیبت سے نجات دینے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسری ذات نہیں ہے جو کسی چیز کی مکمل طریقے سے حفاظت کر سکے، مکمل نگہبانی اور مکمل حفاظت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، مشکل کشائی اور حاجت روائی کا مالک صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب توحید کی دعوت کا آغاز کیا مکہ میں تو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتے دار ہی سب سے بڑے دشمن بن گئے اور توحید کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کر دیں اور طرح طرح کے ظلم اور عذاب دیئے گئے، طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں اور طرح طرح کے الزامات لگائے گئے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ثابت قدمی عطا فرمائے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے کہ اگر رشتہ اس اعتبار سے

ٹوٹتا ہے کہ دیوار توحید کی ہے تو ٹوٹ جائے، اگر رشتے دار اپنے پیارے دشمن بن جاتے ہیں اور دیوار یہ توحید ہے تو دشمن بن جائیں لیکن یہ دیوار کبھی گرے گی نہیں، اگر جھوٹے الزامات آتے ہیں تو آتے رہیں۔

یاد رکھیں توحید کی طرف بلانے والا اور سنت کی طرف دعوت دینے والا اور منہج سلف پر زندگی گزارنے والا وہ ایک پہاڑ کی طرح ہوتا ہے آندھیاں اور طوفان آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین صحابہ کرام "ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين" کو اللہ تعالیٰ نے ثابت قدمی عطا فرمائی ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملے ہوئے قتل کی سازش کی گئی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دشمن کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو، کتنا ہی چالاک اور چال باز کیوں نہ ہو، کتنی ہی اس کے پاس طاقت اور حیلوں کے انبار لگے ہوں لیکن اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری حفاظت میں نے ہی کرنی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور متبعین کی حفاظت میں نے ہی کرنی ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی کی حفاظت کرتا ہے تو پھر وہ کامیاب ضرور ہوتا ہے۔

یہ پیغام مشرکین نے بھی سنا ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ ہی کافی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کافی نہیں ہے؟! مشرکوں نے سنا اور اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا کہ وہ عاجز ہو چکے ہیں اُن کے سارے حربے ناکام ہو چکے ہیں، اُن کی ساری سازشیں بے کار ہو چکی ہیں۔

پھر انہوں نے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا کون سا راستہ؟

وہ سب بھول چکے ہیں سوشل بائیکاٹ میں بھی کچھ نہ ہو سکا، ثابت قدمی پریشان ہو گئے! ایک چور دروازہ کھولا بائی پاس راستہ نکالا کہ ہو سکتا ہے کچھ عزت رہ جائے کون سا راستہ ہے؟ قریب ہونے کی کوشش کی دنیا دینے کے تعلق سے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کو ملک چاہیے آپ کو مکہ کا بادشاہ بناتے ہیں، شادی کرنا چاہتے ہیں مکہ کی سب سے زیادہ خوبصورت عورت سے شادی کروادیتے ہیں، کیا چاہیے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "لا الہ الا اللہ ایک کلمہ ہے یہ کلمہ کہہ دیں بس ایک ہی دعوت ہے ایک ہی مقصد ہے"۔ ناکام ہوئے!

پھر اس کے بعد اور اسٹیپ کون سا تھا؟ ٹھیک ہے یوں کر لیتے ہیں (دیکھیں عاجزی اور ذلت کی انتہا دیکھیں ابو جہل، ابو لہب مغرور تھے ان کی گردنیں ایسے اکڑی ہوئیں جیسے سریا نہیں ہوتا جسم میں ایسے، اس طریقے سے جھکانا جانتے نہیں تھے اب ان کی گردن جھک گئی ہے) ٹھیک ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یوں کرتے ہیں کہ ایک سال آپ ہمارے معبود کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس گردن کو توڑا ہے اور یاد رکھیں ہر گردن ٹوٹ جاتی ہے توحید اور سنت کی دعوت کے سامنے، یاد رکھیں حق کے سامنے کبھی باطل کا غلبہ نہیں ہوا حق دب سکتا ہے ٹوٹ نہیں سکتا۔ وقتی طور پر دبایا جا سکتا ہے، وقتی طور پر چھپایا جا سکتا ہے، وقتی طور پر اسے

کمزور کیا جاسکتا ہے لیکن حق کا خاتمہ ہر گز نہیں ہو سکتا غلبہ ہمیشہ حق کا ہی ہوتا ہے ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾(الاسراء:81)۔

اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے؟

﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ۝١ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝٢ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ﴾(الکافرون:1-6)

اٹل فیصلہ ہے تاقیامت فیصلہ ہے، آپ تصور کریں کہ ابو جہل یہ سن رہے ہیں ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾۔ آج بعض لوگ کہتے ہیں ہم کافر کو کافر کہیں، کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے ہم یہ کہیں کہ غیر مسلم کہہ دیں تھوڑی سی نرمی کا راستہ اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دیجیے ان کو، اے کافرو سنو کان کھول کر سنو! توحید اور شرک کبھی ایک ساتھ نہیں چل سکتا یا توحید ہے اور یا شرک ہے، جس کی عبادت میں کرتا ہوں وہ ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ ہے یہ توحید ہے اور جن معبودوں کی عبادت تم لوگ کرتے ہو وہ مخلوق ہیں باطل معبود ہیں اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتے ہو پھر ان کو سجدہ کرتے ہو ان سے دعائیں مانگتے ہو، ان کے لیے نذر و نیازیں کرتے ہو، پکارتے ہو قربانیاں دیتے ہو ان کے لیے یہ شرک ہے اور توحید اور شرک ایک ساتھ کبھی میرے بھائیو چل نہیں سکتے، ﴿لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ اور جو اصرار کرے ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ﴾ اکٹھے چل نہیں سکتے۔ توکل کی بات ہو رہی ہے توکل کہاں ہے یہاں پر؟!

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی کافی ہوں اور مومن بھی سن لیں تاقیامت سن لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نگہبان ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرنے والا ہے۔

تسلی ہوتی ہے کہ نہیں مومن کو؟ یہ تسلی کا پیغام ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہر مومن کے لیے جو اپنی زندگی ایمان کی بنیاد پر گزارتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدمی عطا فرماتا ہے دنیا میں، قبر میں، میدان محشر میں، پل صراط میں جب تک وہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے، میرے بھائی توکل ضروری ہے۔

2۔ ایمان کا کامیابی سے گہرا تعلق ہے ایمان نہیں تو کامیابی بھی نہیں ہے اگر ایمان ہے تو پھر کامیابی ہو سکتی ہے۔

یہ کہاں سے لیا آیت میں سے ؟﴿وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾۔اتباع کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں، ایک تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور دوسرے لوگ دعویٰ نہیں کرتے حقیقتاً مومن ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کس کو کافی ہے کس کو نہیں ہے ؟جو لوگ سچے مومن ہیں۔

3۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اسباب شرعیہ اختیار کرتے ہوئے فرض ہے (ہر مومن پر فرض ہے)۔

4۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ایمان کی شرط ہے۔

عبادت کی کتنی شرطیں ہیں ؟دو۔ کون سی ہیں ؟اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع۔

5۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ پر سب سے بہترین طریقے سے توکل کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی بھی انسان نہ کبھی آسکتا ہے اور نہ کبھی پیدا ہو سکتا ہے توکل کے اعتبار سے، ایمان کے اعتبار سے، توحید کے اعتبار سے۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ بعض لوگوں کے یہ عقائد ہیں کہ اولیاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے بہتر ہیں۔ بدبخت لوگ ہیں یہ، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے بہتر کوئی بھی انسان نہیں ہو سکتا۔

ہم بچوں کو پڑھاتے ہیں ارکان ایمان، یہ اصول ایمان میں سب سے پہلا اصل ہے اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں اور اس ایمان میں (ارکان ایمان میں) الایمان بالرسل علیہم الصلاۃ والسلام بچوں کو پڑھاتے ہیں آج آپ کسی بچے سے بھی پوچھ لیں یہاں پر کہ اس دنیا میں سب سے افضل ترین بشر میں سے کون لوگ ہیں وہ کہیں گے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور یہی فطرت ہے لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولیاء کا درجہ رسولوں سے زیادہ ہے۔

ابن عربی صوفی ہالک یہ اور اس شخص کی پیروی کرنے والے، اس شخص کی تقلید کرنے والے وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ بعض اولیاء بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے بہتر ہیں اور ایک مشہور قول ہمیشہ بیان کرتے ہیں بایزید بسطامی کا" کہ ہم نے وہ سمندر پار کیے جس کے ساحل پر انبیاء رُک گئے"۔ سبحان اللہ۔

ابن عربی نے فصوص الحکم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معروف حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بلڈنگ ایک محل کی مثال دی" کہ ایک محل بنا ہوا ہے صرف ایک اینٹ کی کمی ہے جب وہ ایک اینٹ آجائے گی تو یہ عمارت مکمل ہو جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ ایک اینٹ میں ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی رسول کوئی نبی نہیں آئے گا اور شریعت اور دین کی عمارت اب مکمل ہو چکی ہے"۔ ابن عربی کہتا ہے اینٹیں ایک نہیں دو ہیں ایک ظاہری ایک باطنی ہے، ظاہری اینٹ چاندی کی ہے باطنی اینٹ سونے کی ہے، ظاہری اینٹ نبوت کی ہے باطنی اینٹ ولایت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم المرسلین ہیں وہ چاندی کی اینٹ ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں میں سونے کی اینٹ ہوں۔

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، بعض لوگوں کے نزدیک آج بھی ابن عربی شیخ اکبر ہے صوفیوں کا اجماع ہے اتفاق ہے کہ ابن عربی شیخ اکبر ہے (صرف شیخ نہیں شیخ اکبر ہے !)۔ فضائل اعمال میں ابن عربی شیخ اکبر ہے اور المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند میں ابن عربی شیخ اکبر

ہے ! ملفوظات میں احمد رضا خان بریلوی کی ابن عربی شیخ اکبر ہے ! کیا ایسا انسان جو گستاخ انبیاء ہو شیخ تو دور کی بات ہے عالم تو دور کی بات ہے کبھی مومن ہو سکتا ہے ؟!

اس لیے ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح العقیدۃ الطحاویہ میں بڑی پیاری بات فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن عربی اور اس کے ساتھی جو ہیں یہ بدترین کافر ہیں۔

یعنی ایمان تو دور کی بات ہے وہ مومن ہی نہیں ہیں مسلمان ہی نہیں ہیں جو ایسی سوچ رکھتے ہیں لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ وہابی گستاخ انبیاء ہیں، شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ گستاخ رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعوذ باللہ اور یہ جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ میری یہ لکڑی جو ہے یہ فائدہ مند ہے میرے کام آتی ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ بہتر ہے (نعوذ باللہ) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں اب کوئی کام نہیں آ سکتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر یہ لکڑی ہے میری جس کے سہارے میں چلتا ہوں۔

شیخ دحلان کوئی تھے صوفی ہالک انہوں نے جھوٹ باندھا ہے شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ پر اور انہوں نے یہ چیز لکھی ہے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بدزبانی سے اس بداخلاقی سے بَری ہیں، شیخ صاحب کی کتابیں موجود ہیں کوئی شخص ایک جملہ دکھا دے کہاں پر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہی ہے۔ گستاخ رسول ابن عربی ہے یا محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ ہیں کون ہے ؟ حقیقتیں کیسے لوگوں نے خلط ملط کر دی ہیں کہ عوام الناس کو حیران اور پریشان کر کے رکھ دیا ہے !

جس شخص نے زندگی ساری (یہ کتاب جس کی ہم شرح کر رہے ہیں) توحید کی طرف بلایا ہے توحید کی دعوت دی ہے، سنت کی طرف بلایا ہے سنت کی دعوت دی ہے، توحید اور سنت پر زندگی میں ہر طرح کی مصیبتوں کا سامنا کیا ہر مشقت کو برداشت کیا، مرتے دم تک ان کے بیٹوں کو اور پوتوں کو توپوں سے اڑا دیا گیا قتل کر دیا گیا لیکن توحید اور سنت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے، جس شخص نے زندگی ساری سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا ہے وہ گستاخ رسول ہے ! جس نے ہمیشہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے دامن کو تھامنے کا حکم دیا ہے، اپنے سارے دروس میں اپنی ساری کتابوں میں ساری تصنیفات میں ہر جملے کے بعد قرآن مجید کی آیت اور حدیث ہے آپ کوئی کتاب بھی اٹھا کر دیکھ لیں، قواعد اربع ہے، اصول الثلاثہ ہے، کتاب التوحید ہے، کشف الشبہات ہے، نواقض اسلام ہے، فضل الاسلام ہے جتنی بھی کتابیں ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اللہ کے لیے میں کہہ رہا ہوں جتنے مخالفین سن رہے ہیں ایک جملہ دکھا دیں جہاں پر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ گستاخی کی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ایسے وسوسوں سے محفوظ فرمائے جو حق اور باطل کو آپس میں خلط ملط کر دیتے ہیں، آمین۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق:3)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾(اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اس کے لیے وہی کافی ہے(یعنی اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے))﴿إِنَّ اللهَ بَالِغُ أَمْرِهِ﴾(اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اس کائنات میں)﴿قَدْ جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾(اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے(اس وقت مقرر کے،اس تقدیر کے مطابق پوری کائنات قائم ہے))۔

میرے بھائی اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہیں، دنیا ہاتھ میں آئے نہ آئے آخرت کبھی ہاتھ سے جائے گی نہیں۔ دنیا تو ویسے ہی چھوڑ کر جائیں گے نا! لیکن دنیا میں بھی سکون اور آخرت میں بھی جنت۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔ توکل کی فضیلت کہ جو بھی توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

2۔ توکل ایک بنیادی سبب ہے ہر شر سے محفوظ ہونے کے لیے اور ہر خیر کو حاصل کرنے کے لیے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کا غلبہ حق ہے اور ہمیشہ غلبہ مومنوں کا ہی ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔

4۔ تقدیر پر ایمان فرض ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت کا ثبوت۔

اگلی آیت میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وقول الله تعالیٰ"(اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان)﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾

(آل عمران:173)۔

﴿حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾((یہ شاہد ہے) ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین نگہبان ہے)۔کتنے لفظ ہیں؟ پانچ لفظ ہیں تقریباً لیکن ان پانچ لفظوں میں کیا طاقت ہے کیا عظمت ہے کبھی سوچا ہے؟ آئیے دیکھتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ کب نازل ہوئی؟ جنگ اُحد کے فوراً بعد۔ جنگ اُحد میں آپ جانتے ہیں کہ مشرکین عرب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان یہ جنگ تھی اور اس جنگ میں اہل مکہ نے (مشرکین عرب نے) جنگ بدر کا بدلہ لینا چاہا۔ جنگ بدر میں ستّر مشرکین جوان کے بڑے سردار تھے ان کو قتل کر دیا گیا اور ستّر کو جنگی قیدی بنایا گیا تو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے یہ چاہا کہ اب بدلے کا وقت آ گیا ہے بدلہ لینے کی کوشش میں مکہ سے نکلتے ہیں مدینہ کی طرف آتے ہیں۔

اُحد کے پہاڑ کے سامنے اُس میدان میں جنگ اُحد ہوئی، جنگ کے آغاز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غلبہ تھا لیکن ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے اس جنگ کا رخ مڑ گیا اور وہ چھوٹی سی غلطی یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو ایک پہاڑ پر مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ یہاں سے تم لوگوں نے ہلنا نہیں ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے، تم لوگوں نے تیر مارنے ہیں بس یہ تمہارا کام ہے اگر ہمیں کافر قتل بھی کر دیں تب بھی اس جگہ سے ہلنا نہیں ہے، اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

یاد رکھیں یہ ہدایت کب تھی جنگ کے دوران؟ جنگ سے پہلے اور میرے بھائی یہ پیغام ہے ہر اس شخص کے لیے جو آج جہاد کا نعرہ اور جھنڈا ہاتھ میں اٹھائے دوڑ لگا رہا ہے کہ جہاد کے شرعی اصول اور ضوابط ہیں۔ جہاد یہ نہیں ہے کہ بس ایمان کی طاقت کافی ہے اور کود پڑو، جنگ کی strategy دیکھنی پڑتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان جنگ میں مشرکین سے پہلے پہنچے کہ کہاں پر ان کو روکا جا سکتا ہے، کہ کہاں پر حملہ کرنا زیادہ آسان اور زیادہ فائدہ مند ہے۔ اُحد کے پہاڑ کو دیکھا اُس جگہ کو متعین کیا کہ ہمیں کہاں پر ہونا چاہیے اور کافروں کو کہاں پر ہونا چاہیے دشمنوں کو کہاں پر ہونا چاہیے۔ اِس پہاڑ کو دیکھا کہ یہاں پر وہ کون سی بہترین چیز ہے اگر ہم اسے اختیار کر لیں تو دشمن کو مزید نقصان پہنچ سکتا ہے، وہ تیر انداز ہی ہیں جو دور سے اوپر سے بیٹھ کر مارتے رہیں گے اور اس کے قریب کسی کو آنے نہیں دیں گے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض توکل نہیں کرتے تھے بغیر اسباب شرعیہ کو اپنانے کے میرے بھائی اچھی طرح یہ پیغام سمجھ لیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں مدینہ میں بیٹھے ہی کہہ دیتے کہ آنے دیں ان کا خاتمہ یہیں پر کر کے رکھ دیں گے۔ ہر گز نہیں! یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب:62) جو کبھی تبدیل نہیں ہوتی یہ طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کا۔

اپنے گھر سے نکلے صحابہ سے مشورہ کیا، خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈھال پہنی تلوار ہاتھ میں اٹھائی یہ اسباب شرعیہ نہیں ہیں؟! میدان جنگ میں جاتے ہیں دشمن سے پہلے پہنچتے ہیں کیا آرام کی ضرورت نہیں تھی؟ تھی لیکن پہلے پہنچے، جگہ کا اختیار کیا اُس پہاڑ کو دیکھا، تیر اندازوں کو ہدایت دی، ٹوٹل نمبر دیکھے کتنے ہیں اُن میں سے پچاس کو متعین کیا باقیوں کو ہدایت دی کہ دائیں طرف کون ہوگا بائیں طرف کون ہوگا درمیان میں کون ہوگا، جھنڈا کس کے ہاتھ میں ہوگا، سبحان اللہ۔ یہ اسباب شرعیہ نہیں ہیں؟ یہ توکل کی حقیقت ہے جس سے آج بہت سارے لوگ غافل ہیں جو جہاد کا نعرہ لگاتے ہیں۔

بہر حال، جنگ ہوئی چھوٹی سی غلطی ہوئی جو پچاس تیر انداز تھے انہوں نے دیکھا کہ غلبہ ہو چکا ہے آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اونچی جگہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ مشرکین بھاگ رہے ہیں (یہ تاویل ہوتی ہے جو مصیبت میں ڈال دیتی ہے)۔ دیکھیں انہوں نے جان بوجھ کر نافرمانی نہیں کی یاد رکھیں انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ کافر اگر ہمارے ٹکڑے بھی کر دے تب بھی نیچے نہیں اترنا یہ تو نہیں فرمایا کہ جب ہم غالب ہو جائیں تب نیچے نہیں اترنا، اب تو ہم غالب ہو چکے ہیں اور دشمن بھاگ رہا ہے ہمارے سامنے ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرتے ہیں اور مال غنیمت ہے باقی جو چیزیں ہیں ان میں مدد کرتے ہیں، سبحان اللہ۔

دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں نا!امارت جو ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ہوتی ہے کوئی بھی انسان خود امیر نہیں ہو سکتا جھنڈا کس کے ہاتھ میں دیا؟ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔ یادر کھیں اپنے ہاتھ میں کیوں نہیں اٹھایا سربراہ تو خود تھے ؟! یہ حکمت ہے جنگ میں کہ متعین کرنا ہے کیونکہ جھنڈا جب تک لہرا رہا ہے تو کامیابی ہے جوں ہی جھنڈا گرا اس وقت مغلوب ہونے کی سب سے بڑی نشانی جھنڈے کا گر جانا ہے۔

ایک چھوٹا اور امیر بھی مقرر کیا اس پہاڑ کے اوپر، انہوں نے کہا کہ آپ ان کے امیر ہیں سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ ان کو یہاں سے اترنے نہیں دینا۔ تو ایک شخص رہ گئے باقی انچاس لوگ جو ہیں (49) سب اتر گئے، وہ نہیں اترے۔

بہر حال عکرمہ بن ابی جہل اور خالد بن ولید (رضی اللہ عنہم) اس وقت کافر تھے انہوں نے دیکھا کہ یہی جگہ ہے یہاں پر پہنچنا ہے کسی طریقے سے اور یہاں پر پہنچ نہیں سکتے تو جاتے جاتے خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ آخری سانس لینے والا جب سانس لے رہا ہوتا ہے تو ان کو آخری سانس تھا اب جاتے جاتے جب مڑ کر دیکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پہاڑ سے اتر رہے ہیں تو فوراً گھوڑے کا رُخ تبدیل کر دیا۔ سیدنا عکرمہ بن اَبی جہل اور یہ رضی اللہ عنہم دونوں عظیم سپہ سالار ہیں عربوں میں ان کی مثال ہے بہادری میں میدان جنگ میں جو ان کی کارکردگی ہے بے مثال ہے۔

جب خالد بن ولید نے گھوڑے کو واپس دوڑایا تو عکرمہ بن اَبی جہل (رضی اللہ عنہم) نے دیکھا کہ خالد ساتھ تھا کہاں چلا گیا؟! مڑ کر دیکھا کہ خالد بن ولید واپس جا رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ جب خالد واپس جا رہے ہیں اب ضرور strategy میں کوئی تبدیلی آئی ہے انہوں نے بھی گھوڑے کو فوراً موڑ دیا (موبائل فون تو نہیں ہے کہ فوراً پوچھتے کہاں جا رہے ہو)۔ دیکھیں یہ حکمت ہے کہ جلدی سے گھوڑے کو موڑ دیا اور خالد کے پیچھے چلتے گئے۔ خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) گھوڑے کو اُحد پہاڑ کے پیچھے سے لے گئے (کتنا بڑا پہاڑ ہے) لیکن اتنی اسپیڈ سے گئے اتنی تیزی سے گئے کہ پیچھے سے آ کر اس پہاڑ پر کھڑے ہو گئے اور ساتھ عکرمہ بھی آ گئے۔ جب اس پہاڑ پر قابض ہوئے پھر جنگ نے اپنا پلڑا تبدیل کر لیا اور رُخ تبدیل ہو گیا چھوٹی سی نافرمانی کی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی اگرچہ وہ صحابی کیوں نہ ہو اور اگرچہ میدان جنگ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ ہوں۔

اس کے نتیجے میں کیا ہوا؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخم لگے، ستّر عظیم صحابی شہید ہوئے۔ آخر میں نتیجہ کیا نکلا غلبہ کس کا ہوا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوا۔

یہ کیسے ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کافر جا رہے تھے تو سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں کہ "جا کر دیکھو اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں یا گھوڑوں پر سوار ہو رہے ہیں"۔ کوئی فائدہ ہے اس کا؟ اگر اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں تو مطلب ہے مکہ کی طرف جا رہے ہیں لمبا راستہ ہے جنگ ختم ہو گئی ہے، اگر گھوڑوں پر سوار ہو رہے ہیں تب مدینہ کی طرف رُخ کر رہے ہیں اب مدینے کی طرف جانا ہے ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی ہے۔ تو اُدھر آ کر یہ عرض کی ہے کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو کر جا رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہوئی۔

راستے میں جاتے جاتے آپس میں بات کرتے کرتے ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) نے ایسے سر پکڑا اپنا اور کہا یہ سب سے بڑی غلطی زندگی میں میں نے کی ہے۔ کیا غلطی ہوئی ہے؟ کہتے ہیں کہ ہم تو جیتی ہوئی جنگ ہار کر آرہے ہیں! وہ کیسے؟! یہ مدینہ تو ہمارے سامنے تھا اور قریب تھا ہم فتح کیوں نہ کر سکے؟!

اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس فتح سے غافل کر دیا، اپنی مغروری میں تکبر میں انہوں نے یہ دیکھا کہ ہمارا بدلہ پورا ہو چکا بس کافی ہے۔ اور کافر بدلہ ہی لیتا ہے یاد رکھیں کافر بدلے کی تلاش میں ہے مومن بدلے کی بات نہیں کرتا مومن حق کی بات کرتا ہے، اپنی ذات کی بات نہیں کرتا کافر ذاتیات پر اُتر آتا ہے مومن حق کی بات کرتا ہے ہمیشہ۔

بہر حال تو راستے میں ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) نے کہا ابھی بھی وقت ہے زخمی ہیں پریشان ہیں واپس چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے ﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ تو کوئی قافلہ آرہا تھا انہوں نے کہا کہ ابو سفیان یہ کہہ رہا ہے کہ اب ہم واپس آتے ہیں اور جو باقی بچے ہیں ان کا خاتمہ کرتے ہیں، مکمل تیاری کے ساتھ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان میں کمی نہیں ہوئی ایمان اور زیادہ ہوا اور مضبوط ہوا، ﴿وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ اس حالت میں آپ ذرا غور کریں تصور کریں کہ زخموں سے لت پت خون جسم سے جاری ہے گھر قریب ہیں مدینے کی طرف نہیں گئے اُسی میدان جنگ سے جوں ہی یہ خبر پہنچی ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ بعض صحابہ کے پاؤں کٹے ہوئے تھے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے تلوار کے سہارے اٹھ کر کھڑے ہو ئے ﴿فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا﴾ عملاً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ جسم میں طاقت نہیں ہے اونٹوں کے سہارے تلواروں کے سہارے ایک دوسرے کے سہارے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ارے اتنی کمزور حالت میں! ﴿وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ اللہ تعالیٰ پر توکل ہے ہمارا اور اللہ تعالیٰ ہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے اور بہترین حفاظت کرنے والا ہے۔

کیا ہوا؟ جب اس جذبے کو دیکھا بعض لوگوں نے، اس تیاری کو دیکھا اتنا ہی نہیں اب دیکھیں کہ اب اونٹوں پر سوار ہو کر پیچھا کرتے ہیں (ابھی وہ سوچ رہے ہیں کہ ہم حملہ کریں یہ پیچھا کرنے کی سوچ رہے ہیں اب یہاں پر انتظار نہیں کریں گے) تو جاسوس ہوتے ہیں ناتو جاسوس نے جا کر ابو سفیان کو بتایا ہے کہ اب تمہاری خیر نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی پوری تیاری کے ساتھ تمہاری طرف آرہے ہیں جو تھوڑی سی عزت بچی ہے یہ بچا کر اب دوڑو مکہ کی طرف مکہ نہیں آئیں گے وہ تمہارے پیچھے اُن کو خبر مل چکی ہے کہ تم لوگ حملہ کرنا چاہتے ہو اب مکمل تیاری میں ہیں وہ۔ تب ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) نے سوچا کہ ابھی جو تھوڑی عزت بچی ہے جو یہ جھوٹا غلبہ لے کر جارہے ہیں یہی کافی ہے ہمارے لیے اور اپنے اس ارادے کو ختم کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ یہ چند الفاظ جو ہیں ان کو یاد کر لیں ہر مصیبت میں ان کو پڑھیں اللہ کی قسم میں کھا رہا ہوں کہ کوئی بھی مصیبت کیوں نہ ہو ایسے ٹلے گی آپ کو گمان بھی نہیں ہو گا۔

ایک شخص کو میں جانتا ہوں قریب سے جانتا ہوں کہ اس پر غلط بہتان لگایا گیا جھوٹے الزامات لگائے گئے اسی ملک میں اور کفیل کو یہ کہا گیا کہ یہ شخص ایسا ہے ویسا ہے۔ بہر حال اس شخص کا فائنل ایگزٹ (Final Exit) لگ چکا تھا، وہ اس سے بے خبر تھا پتہ نہیں تھا اسے (اس کا اور بیوی بچوں کا سب کا)۔ وہ کئی سالوں سے یہاں پر رہتا ہے وہ پاکستان کا کچھ جانتا بھی نہیں ہے اور اس کا یہ ایگزٹ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جس پر فائنل ایگزٹ لکھا ہوا ہے مہر لگی ہوئی ہے۔ یعنی اس کے ایگزٹ کے لیے کفیل نے سائن کر دیئے صرف اس کا پاسپورٹ دینا تھا جوازات میں اور اس شخص کو ساتھ لے جانا تھا تاکہ فائنل ایگزٹ لگ جائے یعنی اس پیپر پر کفیل کے سائن ہو چکے تھے۔ اس شخص کو خبر ہوئی کسی کی طرف نہیں گیا کہ سفارشیں ہیں یہ ہے وہ ہے، احرام باندھا بیوی بچوں کو مکہ لے گیا عمرہ پر اور عمرے کے دوران میں اس شخص نے یہ پڑھا ﴿حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ اکثر دعا یہی مانگتا رہا۔ گھر میں آیا شام کو سویا صبح فون آیا۔ جانتے ہیں کہاں سے فون آیا؟ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اللہ کی قسم میں کھا رہا ہوں کنگ فہد کے پیلس سے فون آیا۔ جی ہاں ، کنگ فہد وفات پا چکے ہیں اللہ ان پر رحم فرمائے وہ کنگ اور ان کے پیلس کا جو مدیر تھا ان کا فون تھا اور اس شخص کو کہہ رہا تھا میں نے سنا ہے کہ آپ کا کفیل کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو گیا ہے کوئی ایسی بات ہے تو مجھے بتائیں میں مسئلہ کوئی حل کر دوں۔

اب اُس شخص کو تعجب ہو رہا ہے کہ میں نے دروازہ تو اور کھٹکھٹایا ہے مسئلہ حل کوئی اور کرنے والا ہے! اور کہاں سے فون آیا کہ آپ تصور نہیں کر سکتے کوئی پولیس والا کوئی عام جوازات والا نہیں ہے، اللہ تعالی کی قسم کھا رہا ہوں کہ یہ حق ہے یہ کوئی افسانہ نہیں ہے جھوٹی کہانی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے اپنے کفیل کا نمبر دے دو بس، اُس نے نمبر دیا تھوری دیر کے بعد پانچ منٹ نہیں گزرے کفیل کا فون آیا وہ کفیل جس نے فون بند کر دیا تھا، بس فیصلہ کر لیا اب اس نے فون بند کر دیا تھا۔ اُسی کا فون آیا کہ بھئی مسئلہ تو ہمارے بیچ میں تھا بات بن سکتی تھی آپ نے اس مسئلے کو اتنا بڑھا دیا! اللہ کے لیے میں نے تو یہ نہیں کبھی سوچا تھا کہ اتنا مسئلہ بڑھ جائے گا آپ ابھی آئیں اپنے پیپر لے جائیں۔ سبحان اللہ۔

اُس کے وکیل کا فون آیا کہ بھئی آپ نے یہ بات کہاں تک پہنچا دی؟! اُس شخص نے کہا بھئی مجھے تو پتہ نہیں ہے میں نے کہیں پر بات پہنچائی نہیں ہے میں نے صرف اللہ تعالی سے دعا کی تھی اور اللہ تعالی نے راستہ آسان کر دیا کہ اگر میری قسمت میں میری اچھائی میری بہتری اسی ملک میں باقی ہے تو اللہ تعالیٰ میرے لیے آسانی فرمائے، میں نے یہ دعا کی ہے، اگر میرا رزق یہاں پر ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالی جو میرے لیے بہتر تقدیر میں لکھا ہے وہ مجھے منظور ہے میں نے تو یہ دعا کی تھی۔

بہر حال، اس کو پیپر واپس کر دیئے گئے اور جس نے یہ سازش کی تھی نا اس کے خلاف وہ کفیل اسے نہیں جانتا تھا، اس نے مجھے ڈیٹ دکھائی جس ڈیٹ پر اس کا فائنل ایگزٹ لگا تھا (یعنی لگنا تھا) میرے بھائی وہی مہینہ وہی تاریخ اس شخص کا ایگزٹ لگ گیا فائنل ایک سال کے اندر اندر۔ جتنے حربے، جتنے جھوٹ، جتنی باتیں کی ہیں سچ کے سامنے کبھی جھوٹ کا غلبہ نہیں ہو سکتا۔

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ جس نے اپنے دل سے ایمان سے پڑھا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا، ہم دوڑتے ہیں دروازوں کی طرف بند دروازوں کی طرف اور پھر یاد آتی ہے ہاں، اللہ تعالیٰ بھی ہے عمرہ بھی کرنا ہے۔ نہیں! یہ ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے کس پر مصیبت نہیں آتی! وہ دروازہ کیوں بھول جاتے ہیں ہم جو ہمیشہ کھلا ہوا ہے؟! بے کار تو ویسے ہی بیٹھے ہو کام سے تو ویسے ہی نکال دیا گیا ہے کیوں اس دروازے کو دستک نہیں دیتے ہو جو ہمیشہ کھلا ہے؟! سفارشیں ڈھونڈتے پھرتے ہو! سفارش کی طرف جانا کوئی عیب نہیں ہے میرے بھائیو اپنے حق کے لیے لیکن بنیادی بات کیوں بھول جاتے ہو﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ اپنی زبان سے تقریباً ہر مسلمان کہتا ہے کبھی عملاً دیکھا ہے؟!

عورتوں کے مسائل ہیں، خاوند نے گھر سے نکال دیا ہے، خاوند نے پریشان کر کے رکھا ہے، خاوند مارتا ہے کبھی سمجھا ہے﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾؟ کبھی اس کے لیے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے دے؟ خاوند کا گھر چھوڑنا آسان بات ہے خاوند کے لیے دعا کرنا بہت مشکل ہے۔ اور مرد بھی سن لیں کہ بیوی پر ہاتھ اٹھانا بہت آسان ہے، زبان سے طلاق دینا بہت آسان ہے لیکن بیوی پر صبر کرنا اور بیوی کے لیے دعا کرنا بہت مشکل ہے۔ مرد سمجھتا ہے کہ میں ہوں بس اسی انا میں وہ رہتا ہے کہ میں مرد ہوں میں کیسے جھکوں! صبر سے انسان جھکتا نہیں ہے صبر میں انسان کی بلندی ہے عزت ہے لیکن صبر ہوتا کیا ہے ہم کیا جانیں! ہم سمجھتے ہیں صبر بزدلی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ صبر کرنے سے لوگ کہیں گے یہ نامرد ہے۔ یہ کون سی بہادری ہے کہ بیوی پر ہاتھ اٹھاؤ، یہ کون سی بہادری ہے کہ بیوی کو طلاق دو گھر سے نکال دو، چھوٹا سا جھگڑا ہوا اور بس بات ختم!﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے دیکھو توکل کو سمجھو کہ کیا ہے "حق توکلہ"۔

اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" یہ وہ دعا ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے پڑھی جب ان کو آگ میں پھینکا جا رہا تھا۔

تصور کریں کہ منجنیق میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو بٹھایا گیا آگ سلگائی گئی، پورا ایک مہینہ آگ جلتی رہی سلگتی رہی جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ اگر ابھی آگ جلائیں گے تھوڑی دیر میں گرم تو ہوگی لیکن اگر اس میں کوئی چیز آپ جلائیں گے تو جلدی وہ کوئلہ نہیں بنے گی اور وہ ایسی آگ چاہتے تھے جو عبرت ناک ہو تا قیامت ہر اس شخص کے لیے جو شرک کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے جو شرک کے خلاف بات کرتا ہے تو وہ دیکھ لے اس کا انجام یہ ہوگا۔

منجنیق میں بٹھایا کیوں؟ سیک اتنا زیادہ ہے کہ قریب جا کر دھکا نہیں دے سکتے خود جلتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں جب پرندہ اوپر سے گزرتا آگ سے اس کے سیک سے جل جاتا وہ آگ تھی! دنیا کے لیے جہنم بنا چکے تھے آگ کو۔ منجنیق میں بٹھایا اور پھینکا، اب ہوا میں اڑتے ہوئے (ایمان دیکھیں توحید دیکھیں) سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" فوراً اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾(الانبیاء:69)(اے آگ! تو ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ میرے ابراہیم کے لیے (ابراہیم آرہا ہے))۔ابراہیم نے کہا کیا علیہ الصلاۃ والسلام؟"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"یہ کہا ہے،موت سامنے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر ہے یقین دل میں ہے اپنے آپ کو حوالے کر دیا اللہ تعالیٰ کے کہ اگر توحید پر ہیں آگ بھی جلا دیتی ہے تو یہ بھی منظور ہے مرنا کیا نہیں ہے؟! فوراً ابھی سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پہنچے نہیں آگ وہی ہے شکل وصورت آگ کی ہے،میرے بھائی آگ برف میں تبدیل نہیں ہوئی وہی آگ ہے جو جلاتی ہے وہی شکل وصورت ہے لیکن آگ کا معنی آگ کا نہ رہا جوں ہی آگ میں گرے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے،"یصلي"اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں،رسیاں جل گئیں لیکن کپڑے کو آگ نے چھوا نہیں اور نہ ہی جسم کو چھوا ہے اسی آگ سے چلتے ہوئے نکلتے ہیں سب مشرکین دیکھ رہے ہیں اور یہ بات مشہور ہو گئی کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ اس آگ سے نکل کر بچ گئے یہ ضرور کوئی نہ کوئی جادو کا حربہ کیا ہو گا ان کے پاس ایسی کوئی طاقت تھی جو آگ سے بھی نکل گئے۔

پھر نمرود نے بلایا نمرود کا قصہ بعد میں اس طریقے سے آیا ہے اور وہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے کیسے غلبہ دیا کہ علم سے بھی غلبہ،ایمان سے بھی غلبہ،توحید سے بھی غلبہ، عمل سے بھی غلبہ یہ مومن کی نشانی ہے۔نمرود بادشاہ ہے مناظرہ کر رہا ہے کس کے ساتھ؟سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ،وہاں پر عمل تھا یہاں پر علم ہے۔

یادرکھیں کافر مشرک ہمیشہ مغلوب ہیں علم سے بھی مغلوب ہیں عمل سے سے بھی مغلوب ہیں لیکن مسئلہ آج ہمارے اندر ہیں نہ تو ہمیں علم صحیح ڈھنگ سے آتا ہے اور نہ ہمیں عمل صحیح ڈھنگ سے آتا ہے ورنہ کبھی بھی مشرکین اور مبتدئین ان کا غلبہ نہ ہوتا۔

بہرحال﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں"قَالَ: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ : قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ،وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم حِينَ قَالُوا لَهُ﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾"۔

یہ متن جو آپ کے پاس ہے متن میں ہے یہ؟یہ بعض متون میں مسنگ(missing)ہے۔یہ جو متن ہے کتاب التوحید کا بعض میں مسنگ ہے لیکن بعض میں ہے۔

تو یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو مفسر قرآن ہیں وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں"قَالَ: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ : قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ"(سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بات کہی تھی یہ جملے کہے تھے جب انہیں آگ میں پھینکا جا رہا تھا)"وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم حِينَ قَالُوا لَهُ﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾"اور اس غزوے کو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ جانا چاہتے تھے جنگ

اُحد کے بعد اسے کہتے ہیں حمراء الاسد (اس کا نام ہے حمراء الاسد) یہ غزوہ ہوا نہیں تھا جنگ ہوئی نہیں تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عزم کیا تھا لیکن بغیر جنگ کے ہی مشرکین بھاگ گئے۔ تو غلبہ کس کا ہوا نتیجہ کیا نکلا ؟ایک پلس ایک کتنے ہوتے ہیں؟ دو ہوتے ہیں تین نہیں ہوتے تو غلبہ مومنوں کا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوا۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اس باب کا اختتام ہوا ان شاءاللہ اگلے درس میں ایک نئے باب کا آغاز کریں گے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (069.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio